۵۔ ﴿ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجة﴾ (البقرہ:۲۲۸) ''نیز عورتوں کے حقوق مناسب طور پر مردوں کے ذمے ہیں، جیسا کہ مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں۔ البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ فوقیت حاصل ہے''۔

۶۔ ﴿فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض﴾ (آل عمران:۱۹۵) ''سو ان کے رب نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا میں کسی بھی عمل کرنے والے کے عمل کو ضائع نہیں کروں گا۔ مرد ہو یا عورت، تم ایک دوسرے کا حصہ ہو''۔

نسل آدم علیہ السلام کی آدھی آبادی خواتین پر مشتمل ہے۔ اسلام نے خواتین کو مناسب حقوق عطا فرمائے۔ انہیں مردوں کے ظلم سے رہائی عطا فرمائی۔ عہد جاہلیت میں عورت ایک فروخت ہونے والی چیز کی مانند تھی۔ قرآن کریم نے فرمایا ﴿ھن لباس لکم وانتم لباس لھن﴾ (البقرۃ:۱۸۷) ''وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کیلئے لباس ہو''۔

اس آیت کریمہ میں خالق کائنات نے میاں بیوی کو لطیف انداز میں باہمی عزت واحترام کا انتہائی مؤثر انداز میں درس دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

مادہ پرستوں کو مادی نقصان دینے کے لئے درج ذیل کمپنیوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے

۱۔ ڈیری مصنوعات: Nesetle. Lurpak. Anchor. York shire. laetofree. Discover. Rosenborn. Royol Dans.

۲۔ موبائل فون: Alcatel. Telenor.

۳۔ ادویات: Novo Nordisk.

۴۔ پرفیومز و کاسمیٹکس: Cartier. Chanel. Givenchy. Pierre Cardin. Lancolm. Lokeal.

۵۔ کپڑے: Givenchy.

۶۔ کار، آٹو موبائل، ٹائر وغیرہ: Nissan. Michelin. Pengcont.

۷۔ تیل اور اسکی مصنوعات: Total.

۸۔ مشروبات: Coca Cola. Pepsi.

۹۔ متفرقات: BIC. Arla Foods.

تربیت اسلامی قسط:9

نوجوان نسل کی بے راہروی اور اس کا علاج

محمود اسماعیل السلمانی

بے راہروی کے اسباب میں سے ایک اہم سبب

9 - اللہ تعالیٰ پر عدم توکل اور اپنے آپ پر اعتماد:

اعتماد اور توکل کا معنی مشترک ہے۔یعنی بھروسہ،اعتبار،آسرا،یقین کرنا اور صحیح سمجھنا۔شرعی اصطلاح میں''توکل'' کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی کوششوں کے نتائج اور واقعات کا آخری فیصلہ اللہ تعالی کے سپرد کرے۔انسان کا ایمان اتنا مضبوط ہو جائے کہ اسے ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں نظر آئے۔اگر چہ دیکھنے میں اسباب ناموافق ہوں،مگر اس کا یقین اس حد تک پختہ ہو کہ ناموافق حالات ہمارے کام میں روڑے نہیں اٹکا سکتے،کیونکہ اصلی قوت اور قدرت عالم اسباب سے ماوراہستی کے ہاتھ میں ہے۔

لفظ''**توکل**'' کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔کیونکہ انسان کا اصل کارساز صرف وہی ہے،جبکہ''اعتماد'' کا اطلاق بندہ اور اللہ تعالیٰ دونوں پر جائز ہے۔

کچھ لوگ اپنی مقصد برآری کو صرف اپنا کمال تصور کرتے ہوئے اصل خالق و مالک کو بھول بیٹھتے ہیں اور دوسروں کو حقیر، بے بس اور مجبور تصور کرتے ہیں۔یہ صرف اور صرف اپنے فن پر جو در اصل اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمت ہے'فخر اور غرور کا نتیجہ ہے۔

خود اعتمادی ایک اچھی خصلت ہے،مگر حدود وقیود کے مطابق۔جب حدود کو پھلانگ دیا جاتا ہے تو وہیں سے کافرانہ رویہ شروع ہو جاتا ہے۔جبکہ کافر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں کرتا،وہ اپنے کام کے منطقی انجام پر بھروسہ کرتا ہے،کیونکہ وہ اپنے آپ کو فعل کا خالق سمجھتا ہے۔

افسوس کا مقام ہے کہ کچھ نام نہاد مسلمان بھی کافروں کی دیکھا دیکھی اسی قسم کی غلط فہمیوں کے شکار ہیں،اس کافرانہ تصور کا نمایاں اثر بچوں پر بھی ضرور پڑتا ہے۔اور آہستہ آہستہ یہ مرض بچوں کی ابدی زندگی بھی تباہ و برباد کر دیتا ہے۔

دوسری جانب کچھ ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جنہیں اپنے آپ پر اعتماد ہوتا ہے نہ اللہ تعالی پر۔یہ پھسڈی لوگ ہر چیز میں دوسروں کے محتاج بنے رہتے ہیں،اور توہم پرستی کے شکار نظر آتے ہیں۔بے چینی،اضطراب اور کشمکش کی زندگی گزارنے والے یہ وہم پرست لوگ ہر چیز سے خوف کھاتے ہیں۔جب کبھی نامساعد حالات سے دوچار ہوتے ہیں تو رحمت الٰہی سے مایوس ہو کر ہلاکت و بربادی کو دعوت دیتے ہیں۔

علاج:

ا۔ انسان پکا سچا مسلمان بنے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو اپنی زندگی کا حصہ بنالے۔اسلام ہی پر کاربند ہونے میں تمام بنی نوع انسان کی کامیابی وکامرانی مضمر ہے۔کیونکہ اسلام ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے کے ساتھ ساتھ خوداعتمادی کی بھی تعلیم دیتا ہے۔رسول اللہ ﷺ بغیر حساب وکتاب جنت میں جانے والے 70,000 خوش نصیبوں کے اوصاف یوں بیان فرماتے ہیں: (هم الذين لا يسترقون ولا يكتوون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون) ''یہ خوش بخت لوگ وہ ہیں جو کسی سے دم جھاڑ نہیں کراتے اور نہ داغ لگاتے ہیں نہ بدشگونی پکڑتے ہیں، بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں۔''(بخاری ١٠/٢١١، حدیث نمبر:٥٧٥٢، مسلم ٣/٩٤ کتاب الایمان) یعنی یہ لوگ ایسے پُراعتماد ہیں کہ ہر چیز کو اللہ پر چھوڑنے والے ہیں۔بیماری کی حالت میں بھی کسی سے دم کرواتے ہیں نہ داغ لگواتے ہیں۔☆ اور وہ اوہام پرستی کے شکار ہونے والے بھی نہیں ہیں، ہر کام کو خوداعتمادی سے پایہ تکمیل کو پہنچانے کے بعد انجام اللہ تعالیٰ پر چھوڑنے والے ہیں۔

اس نبوی تعلیم کی وجہ سے قرون اولیٰ کے کچھ مسلمان اتنے خوددار و پراعتماد بن گئے تھے کہ ہاتھ سے کوڑا اگر جاتا تو کسی سے طلب نہ کرتے ،گھوڑے سے خود اتر کر اٹھا لیتے۔اللہ کے نبی ﷺ بھی خوداعتمادی کی تعلیم دینے کے لیے لوگوں سے ان باتوں پر بھی بیعت لیتے تھے:(ا) نماز کے اوقات کی پابندی کرنا۔(٢) زکاۃ ادا کرنا۔(٣) کسی سے اپنی حاجت کا اظہار نہ کرنا، بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی حاجت پیش کرنا اور اسی کو حاجت روا سمجھنا۔آپ ﷺ مثال دے کر سمجھاتے ہیں:(لو أنكم تتوكلون على الله حق توكله لرزقتم كما يرزق الطير تغدو خماصا وتروح بطانا) ''اگر تم اللہ تعالیٰ پر صحیح معنوں میں بھروسہ کرتے تو تمہیں بھی اسی طرح رزق مہیا ہوتا جس طرح پرندے کو رزق دیا جاتا ہے، پرندے صبح خالی پیٹ (گھونسلوں سے) نکلتے ہیں اور شام سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔''(ترمذی کتاب الزهد ٤/٥٧٣، حدیث:٢٣٤٤)

اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بندہ مسلم ''ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا'' رہے۔بلکہ ہمیں چاہیے کہ اسباب وذرائع کا استعمال ضرور کریں، مگر ان پر کلی اعتماد نہ کریں۔کیونکہ حصول مطلوب میں ان پر کامل بھروسہ کرنا کفر اور شرک ہے، جبکہ حصول مطلوب کے لیے اسباب وذرائع استعمال کرنے کی طاقت رکھتے ہوئے ترک کرنا بھی معصیت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی میں جتنی جنگیں لڑی ہیں،ان میں سب سے پہلے جنگ کی خوب تیاری کرتے تھے اور جنگ جیتنے کے تمام تر اسبابؔ ڈھونڈتے تھے،مثلاً معرکہ لڑنے کے لیے مناسب جگہ بھی ڈھونڈتے اور وقت بھی۔مثلاً گرمی کے موسم میں

☆ اس مسئلے میں ضروری تفصیل کے لیے دیکھیے : التراث شمارہ (12) صفحہ 27-29

زوال کے بعد لڑائی شروع کرتے تھے جس وقت ہوا چلتی تھی۔ نیز جنگ کی خوب تیاری اور حفاظتی اقدامات کا اہتمام بھی کرتے تھے۔
الغرض تمام تر وسائل بروئے کار لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے تھے: (اللھمّ منزلَ الکتابِ ومُجریَ السحابِ وھازمَ الاحزابِ اھزِمْھُمْ وانصُرنا علیھم)(بخاری کتاب الجھاد حدیث: ۲۹۶۶) ''اے کتاب (قرآن مجید) کے اتارنے والے! بادل چلانے والے! لشکروں کو شکست سے دوچار کرنے والے! ہم سے نبرد آزما ہونے والے دشمن کو شکست فاش دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما۔''
گویا تمام مادی ومعنوی اسباب اکٹھا کرنے کے بعد کامیابی کے معاملے کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیتے تھے۔
اسی طرح جب آپ کو ہجرت کا حکم ہوا تو سب سے پہلے بہتر ساتھی (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) کا انتخاب فرمایا، پھر ضروریات سفر یعنی راہ نما، زادراہ اور عمدہ سواری کا انتظام فرمایا۔ جب سفر کا وقت آن پہنچا تو اپنے بستر پر علی رضی اللہ عنہ کو سلایا تاکہ دشمن اس خیال میں رہیں کہ ابھی تک آپ اپنے گھر میں سو رہے ہیں۔ جب مشرکین کو اس بات کی خبر ہوئی تو غار ثور میں چھپ گئے، جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دشمنوں کے بارے میں بتاتے ہیں، تو زبان رسالت پُر اعتماد انداز میں یوں گویا ہوتی ہے: ''اے ابوبکر! تیرا کیا خیال ہے ہم دو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور اللہ یقیناً ہمارے ساتھ ہے۔'' قرآن مجید نے اس کا یوں نقشہ کھینچا ہے: ﴿ الا تنصروہ فقد نصرہ اللّٰہ اِذ اَخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ وأیدہ بجنود لم تروھا وجعل کلمۃ الذین کفروا السفلی وکلمۃ اللہ ھی العلیا واللہ عزیز حکیم ۞ ﴾(التوبۃ: ۴۰) ''اگر تم ان (نبی ﷺ) کی مدد نہ کرو تو اللہ ہی نے ان کی مدد فرمائی جبکہ انہیں کافروں نے (دیس سے) نکال دیا تھا۔ دو میں سے دوسرا، جبکہ دونوں غار میں تھے جب یہ اپنے ساتھی سے فرما رہے تھے کہ غم نہ کر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس جناب باری تعالیٰ نے اپنی طرف سے تسکین نازل فرما کر ان لشکروں کے ذریعے اس کی نصرت فرمائی جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں، اس نے کافروں کی بات پست کر دی اور اللہ کا کلمہ ہی بلند وبالا ہے اور اللہ غالب ہے حکمت والا''۔
مشرکین اگر نیچے نظر ڈالتے تو انہیں غار کا اندرونی حصہ نظر آجاتا، مگر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی حفاظت کرنا تھی۔ لہٰذا ان کی نظریں اِدھر نہیں پڑیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مدد اور حفاظت کا اظہار تھا۔
اللہ کے نبی ﷺ نے تمام اسباب ووسائل بروئے کار لا کر انجام اللہ تعالیٰ پر چھوڑا۔ گویا اپنی امت کو یہ تعلیم دینا چاہتے تھے کہ ظاہری اسباب کا ضرور بندوبست کریں، پھر اپنے حقیقی مالک پر بھروسہ رکھیں۔
یہی وجہ ہے کہ مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا فرض ہے اور توکل اسلام کے عقائد میں شامل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
﴿وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین۞﴾(المائدۃ: ۲۳) ''اگر تم مؤمن ہوں تو صرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔'' ﴿وعلی

الله فلیتوکل المؤمنون﴾(المائدۃ:۱۱،التغابن:۱۳)''مؤمنوں کوصرف اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔''

۳۔سرور وانبساط اور مصائب وآلام میں تقدیر الٰہی پر پورا پورا یقین رکھنا چاہیے، کیونکہ غمی ومصیبت ہو یا خوشی وشادمانی' سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔اللہ فرماتا ہے:﴿ما أصاب من مصيبة في الأرض ولا في أنفسكم الا في كتاب من قبل ان نبرأها ان ذلك على الله يسير ۝ لكيلا تأسوا على ما فاتكم ولا تفرحوا بما اتاكم والله لايحب كل مختال فخور ۝﴾(الحدید:۲۲۔۲۳)''کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ خاص تمہاری جانوں میں،مگر اس کو پیدا کرنے سے پہلے ہی وہ ایک واضح کتاب میں لکھی ہوئی ہے،یہ کام اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔تاکہ تم چھوٹی ہوئی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اترایا کرو اور اترانے والے شیخی خوروں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا''۔یہاں''واضح کتاب'' سے مراد لوحِ محفوظ ہے،جہاں اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی پیدائش سے 50,000 سال قبل سب تقدیریں لکھ دی ہیں۔(صحیح مسلم،کتاب القدر، باب حجاج آدم وموسی علیهما السلام ۲/۳۳۵)

غم اور خوشی ایک فطری عمل ہے جس سے انسان ضرور متاثر ہوتا ہے،لیکن مؤمن تکلیف پر صبر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تقدیر ہے،جزع فزع کرنے سے اس میں تبدیلی نہیں آسکتی۔اور راحت وخوشی پر اتراتا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ یہ صرف اس کی اپنی سعی کا نتیجہ نہیں،اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم اور احسان ہے کہ جو کوئی مکمل طور پر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے،اس کا دل حصول رزق میں کبیدہ نہیں ہوتا، کیونکہ اس کو پختہ یقین ہوتا ہے کہ﴿ وما من دابةٍ في الارض الا على الله رزقها و يعلم مستقرها و مستودعها كل في كتاب مبين ۝﴾(ھود:٦)''زمین پر چلنے پھرنے والا جو بھی جاندار ہے سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ کے ذمے ہیں۔وہی ان کے رہنے سہنے کی جگہ کو جانتا ہے اور ان کے غذا ذخیرہ کرنے کی جگہ کو بھی۔سب کچھ واضح کتاب میں موجود ہے''۔

لہٰذا مؤمن چوری،ڈاکہ،بے ایمانی اور خیانت جیسی بداعمالیوں کا مرتکب نہیں ہوتا اور نہ غربت میں اس کے دل کو تنگی و مایوسی ہوتی ہے۔بلکہ وہ صحیح طریقے سے محنت کر کے حلال روزی کماتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿ ومن يتق الله يجعل له مخرجا ۝ ويرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتوكل على الله فهو حسبه ان الله بالغ أمره قد جعل الله لكل شئ قدرا ۝﴾ (الطلاق:۲۔۳)''جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے چھٹکارے کی راہ نکال دیتا ہے۔اور اسے ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے جس کا اسے گمان بھی نہ ہو،اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہوگا۔اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے ہی رہے گا۔اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر فرما رکھا ہے''۔

۵۔اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے والے اور اپنے آپ پر جائز حد تک اعتماد کرنے والے بزدل نہیں ہوتے، بلکہ یہ پرعزم زندگی